

اذان کے ساتھ (مروجہ) صلوٰۃ و سلام کا شرعی حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مؤذنین میں سے کسی مؤذن نے اذان کے ساتھ آج کل پڑھا جانے والا صلوٰۃ و سلام پڑھا ہے یا نہیں؟
سائل: (مولانا) امام الدین (صاحب)، مدرس جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا

الجواب باسم شارع الاحکام

حضرت سیدنا محمد ﷺ نے جو اذان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بتائی یا سکھائی وہ اللہ اکبر سے شروع ہو کر لا الہ الا اللہ پر مکمل ہو جاتی ہے جیسا کہ (مسلم شریف ص ۶۵ تا ۶۷، ابوداؤد ص ۸۰ ج ۱، ابن ماجہ ص ۵۱، اعلیٰ السنن ص ۹۲ ج ۲، البدایہ والنہایہ ص ۲۳۲ ج ۳ عربی وغیرہم) کتب احادیث میں موجود ہے اس پر زائد کلمہ الصلوٰۃ خیر من النوم حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے صحابی حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صبح کی اذان میں خود سکھایا ہے (ابوداؤد ص ۹ ج ۱) اور ایک کلمہ قد قامت الصلوٰۃ اقامت میں سکھایا ہے۔ (ابوداؤد ص ۸۰ ج ۱)

دو ربوت کے چار مؤذن:

حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں عام طور پر چار مؤذنین نے اذانیں پڑھی ہیں: (۱) سیدنا بلال (۲) سیدنا عبداللہ ابن مکتوم (یہ دونوں مدینہ منورہ میں) (۳) سیدنا ابو محذورہ (مکہ مکرمہ میں) (۴) سیدنا سعد قرظی (مسجد قبائیں) رضی اللہ عنہم اجمعین۔ جیسا کہ صحیح مسلم شریف اور اس کی شرح میں موجود ہے:
عن ابن عمر قال کان لرسول اللہ ﷺ مؤذنان بلال و ابن ام مکتوم الاعمی قال العلامة النووی تحت هذا الحديث مؤذنان یعنی بالمدينة فی وقت واحد وقد کان ابو محذورہ مؤذنا لرسول اللہ ﷺ وسعد القرظ اذن لرسول اللہ ﷺ بقاء مرات. (ج ۱ ص ۶۵)

انتباہ:

ذخیرہ احادیث وفقہ و تاریخ میں کہیں بھی ثابت نہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے یا حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے یا حضرات ائمہ مجتہدین (امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد) رحمہم اللہ تعالیٰ نے اذان کے شروع یا آخر میں ”الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ“ پڑھایا پڑھایا ہو۔ دیکھیے علامہ شعرانی کی کتاب ”کشف الغمۃ۔ قال شیخنا لم یکن التسلیم الذی یفعله المؤذنون فی ایام حیاته ﷺ ولا الخلفاء الراشدین (ص ۸۷ ج ۱) فمن ادعی فعلیہ البرہان۔

مروجہ صلوٰۃ و سلام تاریخ کے آئینہ میں:

جب حاکم مصر مخدول نامی شیعہ قتل ہوا تو اس کا بیٹا تخت نشین ہوا جبکہ مخدول کی بہن (جو فاطمی شیعہ تھی) نے مؤذنین کو حکم دیا کہ وہ اذان کے بعد موجود حاکم (جو مخدول کا بیٹا ہے) پر سلام پڑھا کریں چنانچہ اس کا آغاز ربیع الثانی عشاء کی نماز پیر کی رات ۸۱ھ کو مصر میں ہوا ہر مؤذن اذان کے بعد یہ کہتا ”السلام علی الامام الطاهر“ پھر جمعہ کے دن بھی شروع کروادیا چنانچہ دس سال تک سوائے مغرب کی اذان کے ہر نماز کی اذان کے بعد پڑھا جاتا رہا پھر سلطان ناصر الدین بن ایوب کا دور آیا تو اس نے ”الصلوٰۃ و السلام علی رسول اللہ“ ۹۱ھ میں شروع کروایا یہ مصر کے سارے شہروں اور دیہاتوں میں پڑھا جاتا رہا۔

وفی الدر المختار: التسلیم بعد الاذان حدث فی ربیع الآخر سنة سبع مائة واحدى و ثمانین فی عشاء ليلة الاثنين ثم يوم الجمعة ثم بعد عشر سنين فی الكل الا المغرب الخ (ص ۳۶۲ ج ۱)

وفی کشف الغمہ: کان فی ایام الروافض بمصر شرعوا التسلیم علی الخلیفة و وزرائه بعد الاذان فلما تولی صلاح الدین بن ایوب فابطل هذا البدع و امر المؤذنین بالصلوٰۃ و التسلیم علی رسول اللہ امر بها اهل الامصار و القرى. (ص ۷۸ ج ۱)

وفی الفتاویٰ الکبریٰ لابن حجر مکی: احدث المؤمنون الصلوة والسلام علی رسول اللہ ﷺ عقب الاذان للفرائض الخمس الا المغرب فانهم لا يفعلونه غالباً لضيق وقتها و سبب ذلك ان الحاكم المخدول لما قتل امرت اخته المؤمنین ان يقولوا فی ولده السلام علی الامام الطاهر. (۱۳۱ ج ۱)

وفی المدخل لابن حاج: ينبغي ان ينهائهم عما احدثوه من صفة الصلوة والتسليم علی النبی ﷺ و اصل احداثه من قبل المشرق و تقدم الحديث عنه علیه الصلوة والسلام بقوله الفتنة من ههنا و اشار الى المشرق. (ص ۲۵۶ ج ۲، م بیروت)

موجودہ صلوٰۃ و سلام:

”الصلوة والسلام علی رسول اللہ“ کے الفاظ میں فقط دو حرفوں (ک، یا) کا اضافہ کر کے ”الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ“ بنا لیا گیا یہ نام نہاد پاکستانی سنی بریلوی افراد (جو درحقیقت بدعتی ہیں) نے دین میں اضافہ کا جرأت مندانہ اقدام کیا اور اذان کے اول و آخر میں پانچوں اوقات نماز میں شروع کر کے محبوب نبی ﷺ کی محبت سنت (طریقہ اذان) کا حلیہ و نقشہ عشق و محبت کی صدا لگا کر بگاڑا (معاذ اللہ) بقول علامہ اقبال مرحوم۔

یہ امت رسومات میں کھو گئی
افسوس! سنت بدعات میں کھو گئی
رہ گئی رسم اذان روح بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا تلقین غزالی نہ رہی

شرعی حیثیت:

اذان کے اول و آخر میں کوئی بھی کلمہ جو شریعت میں صحابہ کرام و ائمہ مجتہدین سے ثابت نہیں خواہ وہ صلوٰۃ و سلام ہو یا کوئی اور کلمہ شرعاً بدعت ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیریہ میں بدعت کی تعریف کی گئی ہے..... ”بدعة لم ينقل عن الصحابة و التابعين“ (کتاب الکراہیۃ ج ۵ ص ۳۱۷) وفی شرح المقاصد: ”ان البدعة المذمومة هو المحدث فی الدین من غیر ان یکون فی عهد الصحابة و التابعين و لا دل علیه الدلیل الشرعی“ یعنی جس بدعت کی مذمت شریعت میں ثابت ہے وہ وہی بدعت ہے کہ دین میں کوئی ایسی نئی بات نکالی جائے جو نہ حضرات صحابہ کے وقت میں تھی اور نہ حضرات تابعین کے، اور نہ اس پر کوئی دلیل شرعی قائم ہو۔ (ج ۲ ص ۲۷۱ فصل ثالث بحث ثامن) البتہ روضہ رسول ﷺ پر حاضری کے وقت خطاب کے صیغہ سے یعنی الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھنا شریعت سے ثابت ہے، جیسا کہ چاروں مسالک کی کتب فقہ میں باب زیارت قبر النبی ﷺ کے تحت موجود ہے۔

ہدایت:

اس لیے جو حضرات اذان کے ساتھ صلوٰۃ و سلام پڑھنے کی بدعت کر رہے ہیں ان پر اس بدعت اور دیگر تمام بدعات سے توبہ کرنا واجب ہے اگر بدعت سے توبہ نہ کی تو ظالموں میں شمار ہوگا۔ ”فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین“ (سورہ انعام، پارہ ۷)، اس لیے آئندہ سنت کے مطابق اذان صحیح ادا یگی کے ساتھ بغیر کسی کلمہ کے اول و آخر میں ملائے پڑھیں جیسا کہ احادیث مبارکہ سے اذان ثابت ہے ورنہ وہ پڑھنے والے بدعتی ہوں گے اگر بغیر توبہ کیے مر گئے تو قیامت کے دن فرشتے ان کے چہروں کو حوض کوثر سے پھیر دیں گے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے: قال علیہ السلام: ”یا عثمان لا ترغب عن سنتی فمن رغب عن سنتی و مات قبل ان یتوب صرفت الملائكة وجهه عن حوضی“ (تفسیر کبیر پارہ نمبر ۸ ص ۶۲) ”من بدل او غیر او ابتدع فی دین اللہ فهو من المطرود دین عن الحوض“ (تفسیر قرطبی ص ۱۶۸ ج ۴ مصری) ایک حدیث میں ہے کہ بدعتی جہنم کے کتے ہیں عبارت یہ ہے: ”اصحاب البدع کلاب النار“ (کنز العمال ص ۲۱۸ ج ۲ فصل فی البدع) چونکہ بدعت کی وجہ سے دین کی صورت بدعتی نے نسخ کی اسی طرح بدعتی کا چہرہ جہنم میں کتے کی طرح مسخ ہوگا۔ (العیاذ باللہ) نیز شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہر ایسی چیز کہ اس پر صاحب شریعت ﷺ نے ترغیب نہ فرمائی ہو اور نہ اس کا تعین کیا ہو وہ کام فضول ہے اور نبی ﷺ کی سنت کے مخالف ہے اور مخالفت سنت حرام ہے اس لیے ہرگز جائز نہیں۔ فتاویٰ عزیزی میں ہے کہ ہر چیز کہ برآں ترغیب صاحب شریعت و تعین نہ باشد فعل عبث است و مخالفت سنت حرام است ہرگز روانہ

سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم خواہش:

اگر اللہ تعالیٰ ہر بدعت کو میرے ہاتھوں سے مٹا دے اور ہر سنت کو میرے ہاتھوں سے زندہ کر دے اور اس راہ میں میرے جسم کا ایک ایک ٹکڑا کام آئے یہاں تک کہ آخر میں میری جان بھی چلی جائے تو اللہ کی راہ میں یہ بہت ہی معمولی قربانی ہوگی۔ عربی عبارت یہ ہے:

فلو كان كل بدعة يميئها الله على يدي و كل سنة يبعثها الله على يدي ببضعة لحمي حتى ياتي اخر ذلك على نفسي كان في الله يسيرا۔ (طبقات ابن سعد)

حرف آخر:

علامہ شیخ احمد رومی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مجالس الابرار میں فرمایا ہے کہ اذان کے اندر منارہ کے اوپر اس کی عادت کر لینا یعنی صلوٰۃ و سلام کی شریعت سے ثابت نہیں اس لیے کہ اس کو نہ صحابہ اور نہ تابعین میں سے کسی نے کیا ہے اور نہ پیشوایان دین میں سے کسی نے کیا ہے اور کسی کو یہ اختیار نہیں کہ عبادات کو ان مقامات کے سوا جہاں شریعت نے ان کو مقرر کیا ہے اور جس کو سلف کرتے چلے آئے ہوں کسی اور وقت یا جگہ میں مقرر کرے دیکھو قرآن کی تلاوت باوجودیکہ سب سے بہتر عبادت ہے لیکن مکلف کو یہ جائز نہیں کہ رکوع، قومہ، سجود یا قعدہ میں پڑھے کیونکہ ان میں سے کوئی بھی تلاوت کا محل نہیں ہے۔ (ص ۳۵۲ مجلس ۴۸ مترجم) لہذا اس پر فتن دور میں اپنے عقائد اہل سنت والجماعت کے مطابق رکھیں اور اعمال میں شرک و بدعات سے خود بھی بچیں اور اولاد کو بچائیں ورنہ آخرت میں کھلا خسارہ ہوگا اور عالمی رسوائی ہوگی اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے آمین۔

اذان کے جواب کا مسنون طریقہ:

حدیث شریف میں ہے کہ جب تم مؤذن کی اذان سنو تو وہی کلمے تم کہو جو مؤذن کہے پھر مجھ پر صلوٰۃ پڑھو اور میرے لیے دعائے وسیلہ (اللهم رب هذه الدعوة التامة والصلوة القائمة ات محمد ان الوسيلة والفضيلة وابعثه مقاما محمودا الذي وعدته۔ بخاری شریف ج ۱ ص ۸۶۔ اور انك لا تخلف الميعاد سنن بیہقی ص ۴۱۰ ج ۱ میں موجود ہے) پڑھو (مسلم شریف ص ۶۶ ج ۱) نیز صلوٰۃ سے مراد درود ابراہیمی ہے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے دیکھئے ترمذی شریف ”عن كعب بن عجرة و كيف الصلوة عليك قال قولوا اللهم صل على محمد و على آل محمد..... الخ (ص ۶۲ ج ۱ باب ما جاء في صفة الصلوة على النبي ﷺ) نیز اذان کی دعا میں والدرجة الرفیعة کے الفاظ ثابت نہیں۔ (دیکھئے فتاویٰ شامی ص ۳۷۹ ج ۱) اور وارزقنا شفاعته يوم القيامة کے الفاظ بھی صحیح حدیث سے ثابت نہیں اس لیے اضافہ سے پرہیز کریں۔

فقط واللہ الموفق والمعین

کتبۃ العبد محمد اعظم ہاشمی غفرلہ الغنی

مدرس جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا

مورخہ ۲۵ ربیع الاول سنہ ۱۴۲۳ھ

تکلیف الافناء
محمد اعظم ہاشمی

تصدیق و توثیق

فقیہ وقت حضرت مولانا مفتی سید عبدالقدوس ترمذی صاحب مدظلہم

(مہتمم و مفتی جامعہ ہذا)

الجواب بهذا التفصیل صحیح

مروجہ صلوٰۃ و سلام قبل اذان و بعدہ کے بدعت ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں یہ بدعت سیئہ اور واجب الترمک ہے، روضہ اقدس کے سامنے خطاب کے الفاظ میں سلام پڑھنا سنت سے ثابت ہے اور مستحب ہے کیونکہ وہاں براہ راست آپ ﷺ کا سننا اور جواب دینا روایات حدیث سے ثابت ہے اس کے علاوہ خطاب کے الفاظ یا رسول یا نبی سے صلوٰۃ و سلام کا پڑھنا اگر اس عقیدہ سے ہو کہ آپ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں تو یہ کھلا شرک ہے اور اگر اس عقیدہ سے خطاب ہو کہ آپ مجلس میں تشریف لاتے ہیں تو یہ آپ ﷺ کی ذات گرامی پر بہتان و افتراء ہے اور اگر ان دونوں صورتوں میں سے کوئی صورت نہ ہو تو بھی چونکہ یہ الفاظ موہم شرک ہیں اس لیے اس طرح خطاب کرنا تب بھی منع اور ناجائز ہے اس ناجائز عمل پر اصرار کرنا یہ دوسرا گناہ ہے، اور فرض و واجب کی طرح اس کو ضروری سمجھنا تیسرا گناہ ہے اور اس میں شریک نہ ہونے والے بے گناہ مسلمانوں کو برا بھلا کہنا اور مطعون کرنا چوتھا گناہ ہے اور مساجد میں آواز بلند کر کے دوسرے مشغول حضرات کے شغل میں خلل انداز ہونا پانچواں گناہ ہے جو عمل اتنے گناہوں کا سبب اور مجموعہ ہو وہ کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ ترک سنت اور ایجاد بدعت کا یہی نتیجہ ہوتا ہے کہ سنت ختم ہو کر اس کی جگہ بدعت آ جاتی ہے جو کئی مفاسد اور گناہوں کا مجموعہ بنتی ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق اور گناہوں نیز بدعات سے بچنے کی ہمت عطا فرمائیں۔ آمین

تفصیل کے لیے حضرت مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع قدس سرہ کی کتاب ”جواہر الفقہ“ (ص ۲۱۲ ج ۱) ملاحظہ کی جائے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

احقر سید عبدالقدوس ترمذی غفرلہ

جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا

۲۷ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
مَجْلُوۡۃُ سَآئِلِ سَیِّدِیْنَ